



تذکارِ اسلاف

مفتی اسلام شاہ ولی اللہ دہلوی کے ہم گیر انقلابی پروگرام اور سید احمد شہید کے متابع بے بہا کو ایک علامہ دیوبند کا قافلہ ایک صدی سے زائد مدت کی مسافت طے کر چکا ہے، اس رواں دواں قافلے کا مقصد مطلوب خدا کے آخری نظام حیات کو رائج کرنے کے علاوہ ہر باطل انقلاب برسرِ پیکار ہو کر اسلام کی ابدی صداقت کو ہر شعبہ حیات میں دائم و قائم رکھنا بھی ہے۔ برصغیر سے ایک اصنی کا فرط طاقت کا اخراج مقصود نہیں بلکہ حصول مقصود کا ایک ذریعہ تھا۔ جہاد آزادی و حریت کے ساتھ ساتھ ان کی خدمات اور اہلیت و مقاصد کا سلسلہ اتنا وسیع اور دراز ہے کہ جس کا استقصاء نہیں کیا جاسکتا جہاد و سیاست کے میدان میں یہ سرخیل ہے۔ اسلامی معاشرت تمدن کی نشوونما اور حفظ و بقا کے کام میں ایک ایک سنت کیسے کبھی کبھار پوری زندگی قربان کر دی گئی، اعداء اسلام اور فرق باطلہ کے استیصال اور تعاقب میں یہ لوگ آخری سرحدوں سے دشمن کو نکال کر دم لیتے تھے برصغیر میں عیسائیت کی اولین یلغار کے سامنے نولادوی دیوار بن گئے۔ محمدؐ، ماڈرن ازم اور نچریت کا فتنہ اٹھا تو یہی لوگ تھے جو میدان میں کود گئے، پھر جب ایک اصنی کا فرط طاقت انگریز کی تہذیب و تمدن و معاشرت سے مصالحت کرنے والے ”مصلحین“ اور نام نہاد ”ہمدردانِ ملت“ پوری ہلاکت آفرینوں سے میدان میں آئے، تو اس کے خلاف ملائیت اور دقیا نو سیت کی طنز و تشنیع اور ہر طرح کے مذاق کو سہتے ہوئے یہی جماعت تھی جو پوری جرأت سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سینہ سپر ہو گئی۔ اور برصغیر کے مسلمانوں کو کالا انگریز بن جانے سے روک دیا ورنہ مصلحین کی صلح جوئیوں کے نتیجے میں آج لارڈ میکاے کی حسرت پوری ہو چکی تھی۔ اور برصغیر کا ہر باسی دل دماغ سے انگریز اور عیسائی ہوتا۔ صرف شکل و شبابت ہندوستانی رہ گئی ہوتی، اندر یہ سماج اور بندویت کا بت توٹنے کیسے ہی لوگ زیرِ قرعہ ہستی بستی مناظروں اور مباحثوں کی شکل میں پھیل گئے جہاں استعماری نبوت، تادیبیت کی متعفن لاش کو ٹھکانے لگانے میں اس طبقہ کا تقریباً صدی بھر جہد مسلسل شامل ہے۔ مذہب بیزار اور خدا بیزار مادی تعلیم کا طوفان اٹھا تو اس جماعت نے بے سروسامانی اور بے کسی کے باوجود اسلامی علوم و فنون اور دینی تعلیم کیسے ایک پورا تنواری نظام قائم کر دیا۔ اور نہ صرف ملک بلکہ بیرون ملک بھی قرآن و سنت کی نشر گاہیں اور انسانیت کی تربیت گاہیں قائم کیں، اسلام کی تشریح و ترجمانی اور علوم اسلامیہ کی ترویج و فروغ میں قرطاس و قلم کے ذریعہ جو عظیم سرمایہ فراہم کیا کیا اسکی تدر و قیمت کا صحیح اندازہ مرتب و مدون نہ

ہونے کی وجہ سے دنیا کو نہ ہوسکا، ورنہ اگر علماء دیوبند کی تصانیف اور کتابوں کا ٹیٹا لگ مرتب ہو جسے تو بلا سبالغہ اور محتاط جاننے کے کی بنا پر تصانیف علماء دیوبند کی فہرست اور بحالی کتابت سے بھی کشف الظنون، پمپلی اور ابن ندیم کی فہرست سے شروع کر ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے، انیسویں کہ اس کام کی طرف بہت پہلے توجہ دی جانی چاہئے تھی مگر ایسا نہ ہو سکا۔ فضلاء و علماء دیوبند اور دیوبند کے بالواسطہ یا بلاواسطہ علماء کی چھوٹی بڑی تصانیف و درویشات شریعہ و تراجم، زمین کا سلسلہ پاک و ہندو بنگلہ دیش کے علاوہ افغانستان، مشرق بعید، مشرق وسطیٰ، تبت و لڑخ ہے، انکی ایک مکمل اور مفصل فہرست ضروری کوائف (مصنف، کتاب، موضوع، زبان، صفحات، سائز اور ناشر وغیرہ) کے ساتھ مدون کرنا وقت کا ایک اہم فریضہ ہے جس سے نہ صرف اپنی بلکہ یورپ کے مستشرقین کی آنکھیں بھی کھل جائیں گی۔ کہ اس جماعت نے بے سروسامانی اور تنظیم کے بغیر علمی اور اسلامی لٹریچر میں کتنا عظیم اضافہ کیا۔ ناچیز کا ایک مختصر اندازہ یہ ہے کہ اس صدی سوا صدی میں دنیا بھر میں علماء دیوبند کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ جائے گی، اس عظیم کام کی تدوین و ترتیب اور احاطہ و استقصاء کیلئے بہت بڑے وسائل، رجال کار اور ایک عظیم اکیڈمی کی ضرورت ہے، اور معلومات کی فراہمی میں پورے دیوبندی مکتب فکر بلکہ علمی ذوق رکھنے والے ہر علم و دست انسان کے تعاون کی بھی کہ وہ اپنی محنت و چھوٹی بڑی ایسی تمام کتابوں کا سروے کر کے اس ادارہ کو صحیح معلومات فراہم کریں، ایسے دائرۃ المعارف اور دیوبندی کتب کے انسائیکلو پیڈیا کے سامنے آجانبہ سے دیوبندی مکتب فکر کے طلباء اور اہل علم کو اپنے عظیم اسلاف کے علمی و فکری کام سے تعارف بھی ہو جائے گا۔ اور احساس کہتری کے تمام پرے بھی ہٹ جائیں گے۔ کاش! ایک پورا ادارہ اس کام میں لگ جاتا لیکن ادارہ نہ ہو تو کیا افراد کی ذمہ داریاں ختم ہو جاتی ہیں ہماری تاریخ ایسے افراد سے بھی تو بھری ہوئی ہے جنہوں نے ایک ذات سے پوری اکیڈمیوں کا کام کیا۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی مدد و شائبہ حال ہو اور طلب و جستجوئے صادق اور جوش عمل کا سرمایہ بھی ساتھ ہو۔ گو احترام تمام معنوی و ظاہری وسائل سے یکسر عاری ہے اور بے مالگی علم و عمل کے ساتھ نہایت کثیر الاشغال بھی مگر تو کلا علی اللہ تصانیف علماء دیوبند کی ایک جامع فہرست کی جمع و تدوین کا کام ابتدائی طور پر شروع کر دیا گیا ہے۔ اس پہلے مرحلہ میں پورے طبقہ اور جماعت کا فریضہ اپنے طور پر معلومات کی فراہمی کا ہے۔ بالخصوص بھارت، بنگلہ دیش، افغانستان، عالم عرب، افریقہ اور مشرق بعید میں پھیلے ہوئے علماء و فضلاء دیوبند اور ان کے کوٹا کوئی نوی و علاقائی زبانوں میں تصانیف کے بارہ میں معلومات کو سمیٹنا جو تے شیر لانے سے کم نہیں اور بھر پور تعاون کا محتاج ہے۔

بہر حال یہ تو دیسے ایک ضمنی بات تھی جو سبیل تذکرہ لکھی، یہی حال علماء دیوبند کی نگرانی ادارت اور سرپرستی

یا ان کے قلم سے جاری ہونے والے ماہنامہ سہ ماہی، پندرہ روزہ، ہفت روزہ، روزنامہ اخبارات و جرائد اور مجلات کا ہے۔ جو لوگ علماء دیوبند کو تحریر و صحافت کے نام سے نا آشنا قرار دیتے ہیں، اگر اس صدی میں علماء

دیوبند کی صحافتی خدمات کی تاریخ اور دیوبندی علماء و اہل قلم کے مجلات و رسائل کا ایک جائزہ مرتب کیا جائے تو یہ بات بہت لوگوں کیلئے موجب حیرت ہوگی کہ یہ فہرست پانچ چھ سو سے کم نہ ہوگی۔ یہ تو کام کے کچھ رخ تھے، رہ گئے رجال کا اور شخصیات تو ان میں سے کتنے ہیں جن کی زندگی، خدمات اور آثار کیلئے کئی کئی کتبیاں ناکافی ہیں، مولانا محمد قاسم نانوتوی، شیخ الہند، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا نور شاہ کشمیری، مولانا حسین احمد مدنی، اور مشتار اعیان و اساطین ہیں جن کے علوم و معارف اور خدمات سے موجودہ دور کی نئی نسل کو فکری و عملی میدانوں میں رہنمائی مل سکتی ہے۔ بانی دیوبند حجتہ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی اپنے علوم و معارف اور اسلام کی ترقی جانی اور دماغ کے لحاظ سے ایک نئے علم کلام کے بانی سمجھے جاتے ہیں، ایک عظیم عالم، زبان میں انہوں نے آنے والے کسی سو سال تک اسلام کو دشمنان اسلام کے علمی و فکری حملوں سے محفوظ کر دیا، تہاد کے میدان میں کمانڈر انچیف کی عظیم ذمہ داریاں سنبھالنے میں ایجاد و منت کے لئے وہ عہد صحابہ جیسی مثالیں پیش کرتے ہیں، سادگی و فنائیت عظمت اخلاق میں وہ خیر القرون جیسی معیاری زندگی رکھتے ہیں مگر ہمارے مدارس عربیہ میں کتنے علماء اساتذہ اور طلبہ ہیں جنہیں اپنے اس حجتہ الاسلام کے علوم و احوال کا علم ہے، کتنے طلبہ ہیں جنہیں ایک ہزار سے زائد کتبوں کے مصنف حکیم الامت کی دو ایک کتابوں کے مطالعہ کا بھی اتفاق نہیں ہوا کتنے اخلاص و حمیت سے سرشار فعال اور پرجوش کارکن ہیں جنہیں شیخ الہند کی ہمہ گیر بین الاقوامی تحریک کا کوئی ایک گوشہ بھی معلوم نہیں۔

دیوبند کے صد سالہ تہذیب کے موقع پر حقیقی کام یہ ہے کہ دیوبند کے کام سے انہوں اور پرائیوٹ کو گاہ کیا جائے، بھارت غیروں کا ملک ہے وہاں مولانا نور شاہ کشمیری پر سیمینار ہو رہے ہیں۔ وہاں کے ریڈیو اور ذرائع ابلاغ سے مستقل پروگرام اور فیچر نشر ہوتے ہیں۔ اور ہمارے ہاں اس محاذ پر جو جمود اور سکوت مرگ ہے۔ اس جرم کے شکوے کی سزا بھی مرگ معافیات سے کم نہیں، مگر کیا اپنے طور پر ہم کچھ نہیں کر سکتے؟ مدارس کے طلباء کیلئے اس موضوع پر ایک اضافی پروپوشال کرنا چاہئے۔ اپنے اکابر کے علوم پر مقالات مرتب کرنا سکتے ہیں۔ توسیعی لیجر دے جاسکتے ہیں مدارس اور کالجوں میں ہمارے طلبہ کی تنظیمیں معلوماتی تقریبات منعقد کر سکتی ہیں اپنے وسائل اور رسوخ کے دائرہ میں اخبارات و جرائد میں مضامین لکھ سکتے ہیں۔ دیوبندی مکتب فکر سے وابستہ افراد تنظیمیں اور جماعتیں ملک بھر میں تعارفی سیمینار منعقد کر سکتے ہیں، جسکی ایک مثال فیصل آباد میں ایسے ایک کامیاب اجتماع کی شکل میں سامنے آچکی ہے۔ اور حکیم الامت تھانوی کی یاد میں لاہور میں ایک تقریب کا اعلان ہو چکا ہے۔ اسی طرح عالم عرب کو اکابر علماء دیوبند کے علوم و معارف سے روشناس کرانے کیلئے بڑی سطح پر کام کی ضرورت ہے یہ کام عربی رسائل اور مجلات کے ذریعہ بھی ہو سکتا تھا، مگر قسمی سے پورے پاکستان سے ایک بھی عربی پرچہ نہیں نکل رہا جو ہم سب کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ اب ایک طویل غفلت کے بعد وادی علمی و العلوم دیوبند سے الداعی کے نام سے ایک پندرہ روزہ جریدہ شائع ہونے لگ گیا ہے جو بسا غنیت ہے۔ بہر حال یہ اور اس طرح کے مشاہدہ کا کام ہے شعبہ اور ذریعے ہیں جن پر فکر و عمل کی صلاحیتیں مرکوز کرنی چاہئیں۔